

## APPENDIX I.

Specimens of the commonest Urdu metres, for practice in scansion :

گُلون نے کپڑے پہارے ہین قبائے یار پر کیا کیا  
 جنا پس پس گئی ہے دست و پائے یار پر کیا کیا  
 خدا بخشے صنم یہہ کہے مجھکو یاد کرتے ہین  
 دعائے مغفرت میرے لئے جلا د کرتے ہین  
 وہی چتون کی خونخواری جو آگے تھی سو اب بھی ہے  
 تیری آنکھوں کی بیماری جو آگے تھی سو اب بھی ہے  
 بہار لالہ و گل سے لگی ہے آگ گلشن میں  
 گرینان پہار کر چل بیٹھے صحرا کے دامن میں  
 تماشاخانے چمن سے سیر کوئے یار بہتر ہے  
 گل و سفیل سے یان خار و خس دیوار بہتر ہے  
 تمہیں تقصیر اوس بُت کی کہ ہے میری خطا لگتی  
 مسلمانو ذرا انصاف سے کہیو خدا لگتی  
 کسی بیکس کو ائے بیداد گر مارا تو کیا مارا  
 جو آپھی مر رہا ہو اسکو گر مارا تو کیا مارا  
 خلاف وعدہ سے میں تیرے کل تو جان بلب آیا  
 نہ آیا آج بھی گر تو تو ہے ظالم غضب آیا

تیرے گوجے وہ بیمارِ غم دار الشفا سمجھے  
 اجل کو جو طبیب اور مرگ کو اپنی دوا سمجھے  
 ہے دل میں غبار اوسکے گھر اپنا نکرینگے  
 ہم خاک میں ملنے کی تمنا نکرینگے  
 کیونکر یہہ کہیں منتِ اعدا نکرینگے  
 کیا کیا نکیا عشق میں کیا کیا نکرینگے  
 ہنس ہنس کے وہ مجھ سے ہی میری قتل کی باتیں  
 اس طرح سے کرتے ہین کہ گویا نکرینگے  
 کیا نامہ میں لکھوں دلِ وابستہ احوال  
 معلوم ہے پہلے ہی کہ وہ را نکرینگے  
 غیروں سے شکر لب سخن تلخ بھی تیرا  
 ہرچند ہلاہل ہو گوارا نکرینگے  
 بیمارِ اجل چارہ کو گر حضرت عیسیٰ  
 اچھا بھی کرینگے تو کچھ اچھا نکرینگے

پہونچا آب تیغِ قاتل تا بہ سر اچھا ہوا  
 ائے دلِ مجروح کے تو غسل کر اچھا ہوا  
 ایکدن بالکل نہ میں ائے چارہ گر اچھا ہوا  
 داغ ادھر تازہ ہوا گر زخم ادھر اچھا ہوا

کم نہو اس آبِ خنجر کی الہی آبرو  
 آج مدت میں ہمارا حلقِ تر اچھا ہوا  
 آ رہیگا دشت میں لیلیٰ ترے نائقے کے کام  
 ہو گیا مجنوں جو کانتا شوکر اچھا ہوا  
 روز کہتا تھا مزا مجھکو چکھادے عشق کا  
 بہر دیا نون اوسنے دل کو چیر کر اچھا ہوا  
 سنکے مجنوں نے مرے شورِ گنوں کو یوں کہا  
 واقعئی مجھ سے بھی یہ شوریدہ سر اچھا ہوا

کیا غرض لاکھ خدائی میں ہوں دولت والے  
 اُن کا بندہ ہوں جو بندے ہیں محبت والے  
 رہے جوں شیشہ ساعت وہ مُکدّر دونوں  
 کبھی مل بھی گئے در دل جو کدورت والے  
 کس مرض کی ہیں دوا یہہ لبِ جان بخش ترے  
 جان بلب ہیں تیرے آزارِ محبت والے  
 حرص کے پھیلنے ہیں پاؤں بقدرِ وسعت  
 تنگ ہی رہتے ہیں دنیا میں فراغت والے  
 ہائے رے حسرت دیدارِ میری ہائے کو بھی  
 لکھتے ہیں ہائے درچشمی سے کتابت والے

نہیں جُز شمعِ مہجورِ مرے بالینِ مزار  
 نہیں جُز کثرتِ پروانہ زبانت والے

کون اُتھائیگا تمہاری یہہ جفا میرے بعد  
 یاد آئیگی بہت میری وفا میرے بعد  
 ہوں وہ نالان کہ ہے اتنے لئے میرے کی خوشی  
 چین سے سوئیگی سب خلقِ خدا میرے بعد  
 جتنا جی چاہے بلاؤں میں پھنسالو مجھکو  
 کوئی پاؤگے نہ مشتاقِ بلا میرے بعد  
 ہے وصیتِ میری مرقدِ یہہ لکھدین احباب  
 کہ کرے کوئی کسی سے نہ وفا میرے بعد  
 شکر ہے کچھ تو محبت میں ہوا رنگِ اثر  
 تیس دن اوسنے لگائی نہ حنا میرے بعد  
 کون باتوں میں ہے یوں دل کا جلانے والا  
 گل ہوئی شمعِ مزارِ شہدا میرے بعد

شمشیر ہے سنان ہے کسے دن کسے نہ دن  
 اک جانِ ناتوان ہے کسے دن کسے نہ دن  
 مہمانِ ادھر ہما ہے ادھر ہے سگِ حبیب  
 اک مُشتِ اوستخوان ہے کسے دن کسے نہ دن

عشقِ بتان سے ہاتھ نہ مر کر اوتھائے  
 جب تک اوتھے یہہ داغِ جگر پر اوتھائے  
 جورِ فلک سے نازِ ستم گر اوتھائے  
 اک گلِ ہزار داغِ ہیں کیونکر اوتھائے  
 خورشیدِ چمکے کیا تیرے گالوں کے سامنے  
 میلی خطِ شعاع ہے بالوں کے سامنے  
 دعویٰ زبان کا لکھنؤ والوں کے سامنے  
 شرمندہ ہوں نہ قافلہ والوں کے سامنے

خدا کے سامنے جب قتل کا بیان ہوا  
 بتوں کے ہاتھ کا خنجر میری زبان ہوا  
 جب اوسکے خون رُلانے کا امتحان ہوا  
 ہنسا جو زخمِ جگر لہو لہان ہوا  
 وہ مر مٹا ہوں کہ خود مٹیگا وہ گھس گھس کر  
 نگیں پہ بھی جو مرے نام کو نشان ہوا  
 پس فنا بھی مکدر دلی نہ دور ہوئی  
 جنوں میں خاکِ زمائے بھریکی چمان ہوا  
 گشادہ دلکی گرا کس طرح ہو پوچھینگے  
 جو شیشہ گر کوئی کہولے ہوئے دکان ہوا

جو ناز کی پہ ہوا بار سبراً رخسار  
 عرقِ عرق وہ نراکت سے دہان پان ہوا

سوائے خدا ہے بے روستا علیؑ کا  
 نصیری نہیں پر ہوں بندہ علیؑ کا  
 وہ دل دے خدا جو ہو شیدائے حیدر  
 وہ آنکھیں جو دکھلائیں جلوہ علیؑ کا  
 نہ صورت پہ جا دیکھہ حسن معانی  
 نبی کی ہے تصویر نقشہ علیؑ کا  
 فقط اک خدا ہی نہ سنا تھا اوسکی  
 پیمبر بھی پڑھتے تھے کلمہ علیؑ کا  
 تفاوت نہیں دونوں نور احد ہیں  
 نبی کے برابر ہے رتبہ علیؑ کا  
 زہے مرتبت ہمسر انبیا ہے  
 خہے منزلت دل ہے کعبہ علیؑ کا

الہی کس بیگناہ کو مارا سمجھہ کے قاتل نے گشتنی ہے  
 کہ آج گوجے میں اُسکے شور بائی ذنبِ قتلذنی ہے  
 غمِ جدائی میں تیرے ظالم کہوں میں کیا مجھہ پر کیا بنی ہے  
 جگر گدازنی ہے سینہ کاری ہے دلخراشی ہے جانکزی ہے

زمین پہ نورِ قمر کے گرنے سے صاف اظہارِ روشنی ہے  
 کہ ہیں جو روشن ضمیر انکا فروغ انکی فروتنی ہے  
 بشر جو اس تیرا خاکدان میں پڑا یہہ اُسکی فروتنی ہے  
 وگرنہ قندیلِ عرش میں بھی اسی کے جلوے کی روشنی ہے  
 ہوئے ہیں تر گریہِ ندامت سے اسقدر آستین و دامن  
 کہ میری تر دامنی کے آگے عرقِ پاکدامنی ہے  
 ہوئے ہیں اس اپنی سادگی سے ہم آشنا جنگ و آشتی سے  
 اگر نہ ہو یہہ تو پھر کسی سے نہ دوستی ہے نہ دشمنی ہے

عشق نے کیا یہہ خراب ہمیں  
 کہ ہے اپنے سے اجتناب ہمیں  
 بسکہ پردہ نشین پہ مرتے ہیں  
 موت سے آئے ہے حجاب ہمیں  
 کیسی حیرت سے اے سبکروحي  
 دیکھ ہے دیدۂ حجاب ہمیں  
 شبِ فرقت میں خاک جھپکے آنکبہ  
 یاد ہے چشمِ نیم خواب ہمیں  
 وہ جفاکش ہیں اے فلک کہ کیا  
 اوس ستم گرنے انتخاب ہمیں

دَم رُکے ہے بہشت میں تو کوئی  
 اوس کے گھر لے چلو شتاب ہمیں

اے ناصحو آہی گیا فتنۂ ایام لو  
 ہمکو تو کہتے تھے بھلا اب تم تو دل کو تھام لو  
 مچنوں مچو یار ہوں سودے کا میرے کیا علاج  
 گر چارہ سازو ہوسکے تو فصدِ ایللیں فام لو  
 وہ جو ہم میں تم میں قرار تھا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو  
 وہی یعنی وعدہ نداء کا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو  
 وہ جو لطفِ صحیحہ تھے بیشتر وہ کرم کہ تھا میرے حال پر  
 مجھے سب ہے یاد ذرا ذرا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

صدر کے بازار میں ہے اک دَبنگ  
 عارِ اطبا و طبابت کا ننگ  
 شکل ہے شیطان کی اور غوثِ نام  
 جگ میں ہلاکو کا ہے قائم مقام